

O

و اے افرنگ کہ آزرده بھی، چالاک بھی ہے
آپھیاد بھی ہے، بستہ فتراک بھی ہے
فلسفہ میرے زمانے میں اگر ہے بھی تو کیا
غم، ہستی کا فسانہ کہ طربناک بھی ہے!
سالک راہ کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
فتنہ علم و نظر نشہ ادراک بھی ہے
یاد آ جائے تو دل سوے وطن کھینچتا ہے
اے خوشنایاد کہ یہ خاک مری خاک بھی ہے!
اس کو دیکھیں تو کہیں اور نہ جانے دے گا
حسن فطرت کہ طرح دار بھی، بے باک بھی ہے
اور کیا چاہیے رندوں کی ضیافت کے لیے
حسن خود ساغر و مینا بھی، مے تاک بھی ہے

اک ذرا صبر کہ ہم آپ ہی اٹھ جائیں گے
کوچہ دوست میں آخر خس و خاشاک بھی ہے

”روزے کی عبادت... اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ آدمی اپنی خواہشوں پر قابو پاسکے۔ یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب آدمی اس مقصد کو روزوں میں ملحوظ رکھے اور ان رغبتوں کو حتی الامکان دبائے جن کے آگے اپنی روزمرہ زندگی میں وہ اکثر بے بس ہو جایا کرتا ہے اور یہ بے بسی اس کو بہت سی اخلاقی اور شرعی کمزوریوں میں مبتلا کر دیتی ہے، لیکن بہت سے لوگ اس مقصد کو بالکل ملحوظ نہیں رکھتے، ان کے نزدیک روزے کا مہینہ خاص کھانے پینے کا مہینا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اس مہینے میں کھانے پینے پر جتنا بھی خرچ کیا جائے، خدا کے ہاں اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اس خیال کے لوگ اگر خوش قسمتی سے — کچھ خوش حال بھی ہوتے ہیں تو پھر توفی الواقع ان کے لیے روزوں کا مہینا کام و دہن کی لذتوں سے متمتع ہونے کا موسم بہار ہی بن کے آتا ہے۔ وہ روزے کی پیدا کی ہوئی بھوک اور پیاس کو نفس کشی کے بجائے نفس پروری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ وہ صبح سے لے کر شام تک طرح طرح کے پکوانوں کے پروگرام بنانے اور ان کے تیار کرانے میں اپنے وقت صرف کرتے ہیں اور افطار سے لے کر سحر تک اپنی زبان اور اپنے پیٹ کی تواضع میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ میں ایک ایسے بزرگ سے واقف ہوں جو ایک دین دار آدمی تھے، لیکن ان کا نظریہ یہ تھا کہ رمضان کا مہینہ کھانے پینے کا خاص مہینہ ہے۔ چنانچہ اس نظریہ کے تحت وہ رمضان کے مہینے کے لیے کھانے پینے کی مختلف چیزوں کا اہتمام بہت پہلے سے شروع کر دیتے تاکہ رمضان میں ان کی تنوعات سے متمتع ہو سکیں۔“ (تزکیہ نفس، مولانا امین احسن اصلاحی ۲۴۸)